الله جل جلالہ
وما توفیقی الا باللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وبہ نستعین

محمد صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ توکلت والیہ انیب

التاریخ ۱۵/ ۹/ ۱۴۱۳ھ الموافق ۲۱/ ۳/ ۱۹۹۲م

الاستفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا پڑھانا کیسا ہے اور عند الشرع اس کا کیا حکم ہے آیا لاؤڈ اسپیکر پر پڑھی - یا - پڑھائی گئی نماز درست ہے - یا - نہیں؟ براہ کرم جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں.

بینوا توجروا......

المستفتی
علی محمد خان اشرفی
رانی روپ متی مسجد - مرزاپور - احمدآباد

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی اقتداء کا مسئلہ ایک فروعی اور ذیلی مسئلہ ہے ابتداء ہی سے اس کے تعلق سے اختلاف چلا آرہا ہے اور وہ بھی علماء اہلسنت کے اندر - جو یہ کہتے ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء ~~بلکہ~~ بلا کراہت جائز ہے ان میں بھی ہمارے جلیل القدر علماء اہلسنت ہیں اور جو یہ کہتے ہیں کہ --- لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کرنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے ان میں بھی ہمارے عظیم المرتبت علمائے اہلسنت ہیں - لہٰذا - اس سلسلے میں بعض لوگوں کا جو یہ خیال ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کے فاسد ہونے پر علمائے اہلسنت کا اجماع واقع ہوچکا ہے ایک باطل خیال ہے - اور جب ہمارے علماء کے درمیان یہ مسئلہ اختلافی ہوگیا تو اب ان میں سے کسی کی بھی پیروی کرنے والے کو گمراہ نہیں کہہ سکتے - بعض لوگوں نے اکابر و اصاغر کی تقسیم کرکے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اکابر کی رائے کے خلاف رائے ظاہر کرنا اصاغر کیلئے صحیح نہیں. اسلئے کہ اسمیں اکابر کی توہین ہوتی ہے ——— اس طرح کا گمراہ کن تاثر دینے والے نے یہ نہیں سوچا کہ اجتہادی اور استنباطی فروعی مسائل میں بے شمار ایسی مثالیں ملتی ہیں جن میں اصاغر نے اکابر کے خلاف اپنی رائے ظاہر کی ہے - یہاں تک کہ امام اعظم قدس سرہ کی رائے کے خلاف خود انہیں کے شاگردوں نے فتوے دئے ہیں. مگر آج تک کسی اہل علم نے اس عمل کو امام اعظم کی توہین سے تعبیر نہیں کیا -

اگر اصاغر کیلئے یہ گنجائش نہ ہوتی کہ وہ فروعی مسائل میں اکابر سے اختلاف کریں پھر تو چار مذہبوں (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کا وجود ہی نہ ہوتا۔ خود امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے بہت سارے اکابرین کی بعض رائے سے اختلاف کیا ہے۔ گو انھوں نے اپنے طور پر اسکو اپنا تطفل قرار دیا ہے۔

مگر اس طرز عمل کو علمی دنیا میں آج تک معیوب نہیں سمجھا گیا اور نہ اسے اکابر کی توہین کا نام دیا گیا

کسی مسئلے کی تحقیق میں دلائل و براہین پر نظر رکھی جاتی ہے۔ خود اختلاف کرنے والوں کی ذات و شخصیت اور قد و قامت کو زیر بحث نہیں لایا جاتا۔ دیکھنے اور سمجھنے کی چیز صرف یہ ہوتی ہے کہ اگر کسی بڑی شخصیت نے کسی مسئلے کے تعلق سے اپنی کوئی تحقیق پیش کی ہے اور پھر اپنی رائے ظاہر کی ہے اسکی بنیاد کیا ہے اب اگر اس تحقیق کی ساری بنیادیں کمزور ہوں تو اسکو صرف اسلئے نہیں قبول کیا جائیگا کہ وہ ایک بڑی شخصیت کی رائے ہے بلکہ اگر اس رائے کے خلاف دوسری رائے کی بنیادیں مضبوط ہیں تو اسی دوسری رائے کو قبول کیا جائے گا۔ المختصر علمی مباحث میں بڑائی اور چھوٹائی کو صواب و خطاء کا معیار ٹھہرانا ایک طفلانہ اور غیر عاقلانہ حرکت ہے اس مختصر سی تمہید کی ضرورت اسلئے پیش آئی تاکہ لوگ بعض غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈہ کرنے والوں کے پروپیگنڈہ کا شکار نہ ہوں لاؤڈ اسپیکر کے تعلق سے دونوں نظریات والوں کی کتابیں میں بغور دیکھ چکا ہوں۔ اور ان میں سے بعض سے گفتگو بھی کر چکا ہوں۔ اور اپنے طور پر اس مسئلے پر کافی غور و فکر بھی کیا ہے میرے نزدیک انھیں علمائے کرام کے دلائل مضبوط اور قابل قبول ہیں جنکا فیصلہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم ہی کی آواز ہے اور اس آواز پر اقتداء کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ اسلئے کہ جب نماز کے شرائط وارکان سب موجود ہیں اور مفسدات سب مفقود ہیں تو نماز کو فاسد بتانا مخذول و مطرود ہے

چنانچہ علمائے اہلسنت پر مشتمل شرعی عدالت نے جب مجھ سے میری رائے معلوم کی تو میں نے تحریری طور پر لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کے صحیح ہونے ہی کو درست قرار دیا ہے۔ اور استاذ الاساتذہ تاج الفقہاء بحر العلوم حضرت علامہ مفتی سید افضل حسین صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان ہی کے فتوے کی تائید و تصدیق کی ہے

میری یہ تحریر شرعی عدالت کے ہر رکن کے پاس ہوگی۔ نیز۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ

کے دار الافتاء کے فائل میں بھی ہوگی ـــــ اس کے بعد فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ رضوی نائب مفتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور نے ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جسمیں بحسن وخوبی ثابت کردیا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء بلا کراہت جائز ہے۔ میں نے اس کتاب کی بھی تائید وتصدیق کردی ہے اُسی کتاب میں وہ تائید چھپ بھی چکی ہے ـــــ اس مقام پر یہ بات بھی فائدے سے خالی نہ ہوگی کہ میری ایک تحریر کو لوگ غلط رخ دے رہے ہیں اور اس سے ایک ایسا نتیجہ نکال رہے ہیں جو میرے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں

وہ تحریر میں نے حضرت برہان الملت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں روانہ کی تھی جسمیں میں نے ان کے فتوے کی تائید وتصدیق نہیں کی تھی بلکہ خود مفتی کی حیثیت عرفی کو اجاگر کیا تھا۔ نیز جو دوسرے اکابرین ملت مفتی صاحب کے ہم خیال ہیں ان کی شان کو نمایاں کیا تھا نیز عوام کو ان کی پیروی کی ترغیب دلائی تھی ـــــ اور ظاہر ہے کہ فروعی مسائل میں اختلاف کی صورت میں عوام جانبین میں سے جس عالم کی پیروی کریں گے۔ انکا پیروی کرنا درست ہی قرار دیا جائے گا ـــ کسی فروعی مسئلہ میں اگر میں کسی عالم کی پیروی کرلوں تو اس سے یہ نہیں سمجھا جائیگا کہ میرے نزدیک اُس مسئلے میں اس عالم سے خلاف رائے رکھنے والا باطل ہے۔ اسکو مثال کے طور پر یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ ہم امام اعظم قدس سرہ کے مقلد ہیں اور آپ ہی کی پیروی کرنے والے ہیں اسکے باوجود دوسرے ائمۂ مجتہدین کی تقلید وپیروی کرنیوالوں کو بھی اہل حق ہی مانتے ہیں۔ اور اُن کے راستے کو باطل نہیں قرار دیتے ـ حنفی ہونے کی صورت میں بھی امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تعلق سے بجا طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ وہ اکابرین اہلسنت ہو اور عمائدین ملت ہیں جنکی اطاعت ہی میں صلاح وفلاح اور احتیاط ونجات ہے۔ جب حق دائر بین الائمہ ہے۔ تو ہم اپنے کو صائب سمجھنے کی صورت میں بھی دوسرے کو باطل نہیں قرار دے سکتے زیادہ سے زیادہ اسے خاطی قرار دینگے۔ اس خطاء پر عمل کرنے والے بھی نہ باطل ہیں نہ گنہگار نہ فاسق ہیں نہ فاجر نہ گمراہ ہیں نہ بے راہ بلکہ صاحب صلاح وفلاح واحتیاط ونجات ہیں ـــــ المختصر ـــــ برہان الملت کی خدمت میں روانہ کردہ میری تحریر کو اُن کے فتوے کی تائید سمجھنے والے فتوی کی تصدیق اور مفتی کی تعریف میں فرق نہیں کرسکے ہیں۔ مجھے تو تعجب اُن لوگوں پر ہے جنہوں نے حضرت برہان الملت کے فتوی کی تائید سمجھ کر اس تحریر کو ان کی کتاب میں شائع کرایا۔ تائید وتصدیق کے الفاظ معروف ومشہور ہیں ہماری تحریر ان کلمات سے خالی ہے۔ کسی فتوے کو خاص کرکے صحیح قرار دینا ـــ اور ـــ

کسی عالم کی عام اطاعت واتباع کی ترغیب دلانا دونوں دو چیزیں ہیں۔ اب اگر کوئی فاضل اسکو نہ سمجھ سکے تو اسے اسکے فہم کا قصور قرار دیا جائے گا —— میری اس تحریر میں یہ بات بھی تھی کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے صیانۃ الصلوٰۃ میں جو وضاحت کی ہے اُسے میں نے دیگر اکابرین کے ارشادات میں بھی دیکھا ہے۔ —— اور ظاہر ہے کہ اپنی ان معلومات کا اظہار اصل فتوے کی تصدیق نہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ میں نے ازراہِ ادب یہ طرزِ عمل اختیار کیا تھا۔ حضرت مفتی صاحب کے فتوے سے مجھے اتفاق نہ تھا مگر ازراہِ احترام ان کے نام روانہ کردہ مکتوب میں اپنے اختلاف کا اظہار مناسب نہیں لگا۔ اس ادب واحترام کو برتنے میں مجھے کوئی شرعی قباحت اس لئے نظر نہیں آئی کہ میں دیکھ رہا تھا کہ حضرت مفتی صاحب کے فتوے پر عمل کرنیوالے کی نماز کی صحت پر کسی کو اختلاف نہیں۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان کا واقعہ مشہور ہے کہ جب حضرت امام اعظم قدس سرہ کے روضے پر آتے تو حنفی نماز پڑھتے اُنہیں اسبات سے حیا آتی تھی کہ وہ اس عظیم المرتبت امام کی بارگاہ میں خود اپنے کو صاحب مذھب ظاہر کریں۔ مگر اب اس کا یہ مطلب لینا کہ حنفی نماز کو شافعی تائید حاصل ہو گئی بالکل غلط ہے۔ ہاں —— صرف یہ پتہ چلا کہ امام شافعی کے نزدیک اگرچہ صائب وہی ہیں مگر حق دونوں ہیں —— حضرت مخدوم المشائخ سجادہ نشین آستانۂ اشرفیہ کچھوچھا شریف کی تحریر سے بھی فتوے کی تائید نہیں ہو رہی ہے۔ اسلئے کہ کسی مفتی کے فقیہانہ اور متکلمانہ اسلوب سے متاثر ہونا اور اس کو اسکے عمل میں ماجور قرار دینا اور اس کے سایۂ علم وہدایت کی درازی کی دعا کرنا یہ سب کچھ اصل فتوے کی تصدیق نہیں —— فروعی مسائل میں مخلصانہ اختلاف رکھنے والوں میں سے ہر ایک ماجور ہی رہتا ہے۔ تو کسی کا ماجور ہونا اسکے صائب ہونیکی دلیل نہیں اسلئے کہ یہاں تو سراپا اخلاص خاطی بھی ماجور ہوتا ہے —— میں حیرت زدہ ہوں کہ حضرت قبلہ گاہی کی تحریر کو فتوی کی تصدیق کیسے سمجھ لیا گیا —— مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند قدس سرہ ابتداءً یہی خیال رکھتے تھے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار نماز کو فاسد کر دیتی ہے۔ مگر مزید غور وفکر کرنے کے بعد آپکے موقف میں نرمی آگئی وہ اس طرح کہ خود تو کبھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہیں پڑھائی مگر پڑھنے والوں کی نماز کو فاسد بھی نہیں قرار دیا —— چنانچہ آپنے بھی ایکبار حضور مفتئ اعظم ہند قدس سرہ کے فتوے کے نیچے یہ تحریر لکھ دی ——

ھٰذا حکم العالم المطاع

—— وما علینا الا الاتباع ——

"یہ ایک عالم مطاع کا حکم ہے اور

اللہ جل جلالہ
وما توفیقی الا باللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وبہ نستعین

محمد صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ توکلت والیہ انیب

التاریخ / ۱٤ھ الموافق / ۱۹م

ہمارے لئے اس عالم کی اتباع کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ دیکھئے اس تحریر میں بھی اصل فتوی کی تصدیق نہیں صرف مفتی کی تعریف اور عوام کیلئے اسکی اتباع کی ترغیب۔ حالات کے پیشِ نظر حضرت قبلہ گاہی کے سامنے کوئی مصلحت رہی ہوگی جسکی وجہ سے یہ انداز تحریر اختیار فرمایا۔ حضرت نے تو اس تحریر میں فسادِ نماز کے فتوی کو اس عالم مطاع کا حکم اور اسی کا قول قرار دیا نہ کہ اپنا حکم یا اپنا قول۔ اور پھر اسکی تصدیق بھی نہیں فرمائی اور اس عالم کی اتباع کی بات فرمادی۔ یاد رہے کہ کلمہ "وما علینا" میں اربابِ تحقیق مراد نہیں بلکہ عوام اور وہ علماء مراد ہیں جو اربابِ تحقیق سے نہیں۔ اسلئے کہ اربابِ تحقیق کو اپنی ہی تحقیق پر عمل کرنا لازم ہے۔ حضرت قبلہ گاہی کا اپنے کو "وما علینا" میں شامل رکھنا بطور کسرِ نفسی ہے۔

بے شک "نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین"

اب آخر میں خلاصہ کلام یہ نکلتا ہے کہ میں نے کہیں بھی لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کو نماز کے فساد کا سبب نہیں قرار دیا ہے اب اگر کوئی میری کسی تحریر سے ایسا سمجھتا ہے تو یہ اسکی غلط فہمی ہے۔ میرے نزدیک لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کرنا نماز میں بلا کراہت جائز ہے۔ اب اگر اسکے تعلق سے پورے مالہٗ وما علیہ سے واقف ہونا ہو تو حضرت بحر العلوم قدس سرہ کے افادات بنام "اسپیکر" مرتبہ مولانا ابوالخیر محمد خلیل الرحمن رضوی — نیز — اس تعلق سے مولانا مفتی نظام الدین رضوی نائب مفتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کی کتاب ملاحظہ فرمائیں —

فقط ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

فقیر اشرفی و گدائے جیلانی محمد مدنی اشرفی جیلانی غفرلہ

۱۷ رمضان المبارک سنہ ۱۴۱۲ھ
مطابق ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۹۲ء